

تنزیل و تاویل

برزخ کا ایک گوشہ

از جناب مولانا سید سلیمان ندوی

جناب میر ترجمان القرآن! ایدک اللہ بنور منہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 آپ کے رسالہ کی اشاعت ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ میں تعلیمات قرآن کے مصنف شہیر کا ایک
 دلچسپ مضمون عالم برزخ پر چھپا ہے جس میں نچاہ معارف کے اعتراضات و دلائل کا جواب دیا گیا ہے
 لیکن اگر دعویٰ کا دوبارہ دہرا دینا ہی جواب ہے تو مجھے تسلیم ہے کہ یہ مضمون اپنے مقصد میں کامیاب ہے
 مصنف شہیر نے اپنی کتاب اور اپنے مضمون کے بعینہ صفحات و الفاظ کسی قدر تغیر کے ساتھ اس مضمون
 میں نقل کر دیے ہیں۔ جہاں تک ان گذشتہ دعویٰ کے اعادہ کا تعلق ہے مجھے معارف کے مضامین
 کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس مضمون میں دو نئی باتیں ہیں جن کا جواب اخلاقاً مجھ پر فرض ہے
 آیت عرض نار میں نے عذاب برزخ کے ثبوت میں دوسری آیتوں کے ضمن میں یہ آیت پیش کی تھی۔

وَحَاقَ بِالْفِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ
 النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا
 وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ
 فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (سورہ - ۵)

اور آل فرعون کو بڑے عذاب نے آگھیرا آگ اس پر وہ
 صبح و شام پیش کئے جلتے ہیں اور جس دن قیامت کی
 گھڑی گھڑی گئی حکم ہوگا آل فرعون کو اس سے زیادہ
 سخت عذاب میں داخل کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کی گھڑی سے پہلے بھی کفار کو صبح و شام کوئی سزا مل رہی ہے جس سے

زیادہ سخت سزا قیامت کے دن دے جانے کا حکم ہوگا۔

اس آیت پاک کا جو ترجمہ کر کے یں نے استدلال کیا ہے قرآن پاک کا ہر ترجمہ کرنے والا اس کی صحت کا غالباً معترف ہوگا۔ تاہم مصنف مذکور نے فرمایا :-

”يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ“ میں واو کا ترجمہ ”اور“ غلط ہے، بلکہ واو کا ترجمہ

”یعنی“ کرنا چاہیے یعنی اس طرح ”آگ جس پر وہ صبح اور شام پیش کیے جائیں گے

یعنی قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت ترین سزایں داخل ^{کرو} (جامد) میں نے جواب میں لکھا :-

واو کا اس طرح یعنی ترجمہ ہونا میں تحدی کرتا ہوں کہ نحو کے کسی قاعدہ نے ثابت

کیا جائے۔ (معارف ۳۴ - ص ۲)

اس تحدی کے جواب میں جناب مصنف نے کیا لکھی کتاب میں معنی بدل کر اپنا ترجمہ میرے ترجمہ کے

مطابق درست کر لیا چنانچہ ترجمان القرآن کے اس مضمون میں بھی اس ترجمہ کو میرے ہی ترجمہ کے

مطابق انہوں نے پیش کیا ہے۔ اب زور یعنی ”پر نہیں“ بلکہ اس پر ہے کہ ”يُعْرَضُونَ“ کا ترجمہ حال کے

جائے مستقبل کیا جائے یعنی ”پیش کیے جاتے ہیں“ کے بجائے ”پیش کیے جائیں گے“ اور یہ کہا جاتا ہے کہ

یہ قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن اس تقدیر پر حسب ذیل اعتراضات لازم آتے ہیں :-

۱۔ آیت کے دو ٹکڑے ہیں۔

۲۔ وہ آگ پر پیش کیے جائیں گے صبح اور شام۔

ب۔ اور جس دن قیامت کھڑی ہوگی حکم ہوگا کہ اُن کو سخت تر عذاب میں داخل کرو

اب سوال یہ ہے کہ جب قیامت کے دن اُن کو سخت تر عذاب میں داخل کیے جانے کا حکم

ہوگا، تو اس سے پہلے جس آگ پر وہ صبح اور شام پیش کیے جائیں گے وہ کونسا عذاب ہے؟ ^{کہ وہ} ہنسی پر

قیامت کا نہیں کیونکہ ابھی اس کے عذاب کا حکم ہوا نہیں بلکہ قیامت کے پہلے کا عذاب ہوگا، اور قیامت کے پہلے اور قوم فرعون کی ہلاکت کے بعد جو مدت ہے وہی برزخ ہے۔

۲۔ اگر پہلا ٹکڑا یعنی صبح و شام کا عذاب اور دوسرا ٹکڑا یعنی قیامت میں ان پر سخت تر عذاب ہونے کا حکم دونوں قیامت ہی سے متعلق ہوتے تو آیت کے ان دونوں ٹکڑوں کی ترتیب الٹی ہوتی یعنی یوں۔

”جس دن قیامت کھڑی ہوگی (حکم ہوگا) کہ ان کو سخت تر عذاب میں داخل کرو، چنانچہ اس کی تعمیل یوں ہوگی، کہ وہ آگ پر صبح و شام پیش کیے جائیں گے مگر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا۔

۳۔ اگر پہلا ٹکڑا صبح و شام میں آگ پر پیش کیے جانا قیامت سے متعلق ہو تو لازم آئے گا کہ قیامت میں دوزخ کا عذاب کافروں کو مسلسل نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً ہوگا یعنی صبح و شام۔ اور یہ تصریح قرآنی کے خلاف ہے، اس کی نسبت تو بار بار تصریح ہے کہ لَا يُفْتَرُ اور لَا يُخَفَّفُ ایک کلمہ کے لیے بھی موقوف نہ ہوگا، اور کم نہ کیا جائے گا۔

اس اعتراض کے دفع و حل کے لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ صبح و شام سے مراد دوام ہے جس طرح جنت کے لیے قرآن نے کہا ہے۔

وَلَهُمْ فِيهَا بَكْرَةٌ وَعَشِيًّا۔ اور ان جنتیوں کے لیے اس میں ان کی روزی ہے (۱۹:۴) صبح اور شام۔

کیونکہ یہ آیت اہل جنت کے کھانے کے متعلق ہے، کہ جنت میں ان کو صبح و شام کھانا ملتا ہے، چونکہ انسان عموماً اور اہل عرب خصوصاً صبح کو اور شام کو کھانا کھاتے ہیں اس لیے اس عرف عام اور عاوردہ عام کی بنا پر جنت کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ ورنہ قرآن کی تصریح ہے کہ ہر وقت اہل جنت

جو چاہیں گے کھائیں گے۔ اس دوام کا یہ مفہوم نہیں کہ اہل جنت کا منہ حکماً ہر وقت چلتا رہے گا اور ایک سکنڈ بھی ان کا کھانا موقوف نہ ہوگا، اگر یہ دوام ہو تو پھر تو جنت بھی دوزخ ہو جائے۔
لیکن جو دوام اہل دوزخ کے لیے ہے وہ نہیں ہے کہ عذاب اپنی جگہ پر ہمیشہ تیار رہے گا اور جب ان کا جی چاہے گا دو چار وقت دوزخ کی بھی سیر کر آئیں گے جس طرح اہل بہشت کے لیے دوزخ کا دوام ہے کہ کھانے اور پھل اپنی جگہ ہمیشہ تیار رہیں گے، اہل بہشت کا جی جب چاہے گا کھائیں گے۔

۴۔ آیت زیر بحث میں ایک جگہ عذاب، اور دوسری جگہ اشد العذاب ہے اشد اسم
لفضیل ہے وہ مفصل منہ کو پناہ دیتا ہے یعنی کسی سے بڑھ کر۔ اب اگر پہلا ٹکڑہ بھی قیامت کے عذاب
سے متعلق ہو جیسا کہ مدعی چاہتے ہیں تو دوزخ سے بڑھ کر اشد عذاب اور کہاں ہوگا؟ اس سے معلوم
ہو کہ پہلا ٹکڑہ عذاب برزخ سے متعلق ہے جہاں صرف صبح و شام کا سو العذاب ہے۔ اور دوسرا قیامت کے
دن ہوگا۔ جہاں اس پہلے عذاب سے بڑھ کر ہمہ وقت کا سخت عذاب ہوگا۔ اور اس طرح یہ آیت پاک
ہر طرح سے یا معنی ہوگی۔ ۹

ان وجوہ سے آیت بالا کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔

”اور آل فرعون کو بڑے عذاب سے آگھیرا۔ آگ۔ وہ صبح و شام اس پریش
کیے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت کی گھڑی گھڑی ہوگی حکم ہوگا کہ آل
فرعون کو اس سے زیادہ سخت عذاب میں داخل کر دیا“

نقل

اس آیت میں بحال تصریح و وعذابوں کا ذکر ہے، ایک قیامت سے پہلے ہیں وہ یا

بتلا ہیں اور جو صرف صبح و شام ہے۔ اور اس میں دوزخ پریشی جو نہ ہے اور جو صرف سو عذاب
ہے۔ دوسرا وہ جس کا حکم قیامت کے دن ہوگا اور جو ہمہ وقت ہوگا۔ اور جو اشد العذاب، اور

پہلے عذاب سے بڑھکر ہوگا۔

فرداً اور فردی | دوسری آیت معارف نے عذاب برزخ کے ثبوت میں یہ پیش کی تھی۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ
المَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ
أَخْرَجُوا أَنفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ
الهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَشْكُرُونَ
وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ لِّمَا خَلَقْنَاكُمْ
أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ
ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ﴿۱۰۱﴾

اور اگر تو دیکھے جب گنہگار موت کی سختیوں میں ہوتے
ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوتے ہیں بکھلا اپنی
جانیں، آج تم ذلت کا عذاب دے جاؤ گے، اس لئے
کہ تم اللہ پر وہ بات کہتے تھے جو سچ نہ تھی، اور تم اللہ کی
آیتوں سے غرور کرتے تھے، اور بے شک تم ہمارے پاس
ایک ایک کر کے آئے جیسا ہم نے تکوینی دفعہ پیدا کیا تھا
اور ہم نے جو ملک و دولت دے رکھی تھی اس کو اپنے پیچھے
چھوڑا، اور تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارش کنندگان
نہیں دیکھتے جن کو تم اپنے میں شریک سمجھتے تھے۔

اس آیت کے تین مواقع سے معارف نے استدلال کیا تھا۔

۱۔ اس میں تصریح ہے کہ موت کے وقت ہی سے عذاب کا منظر کچھ سامنے آجاتا ہے۔

۲۔ اس میں تصریح ہے کہ آج کے دن یعنی جس وقت موت واقع ہو رہی ہے رسوائی کا عذاب

شروع ہو گیا۔ اور یہی برزخ کا عذاب ہے۔

۳۔ اس میں فردی کا لفظ ہے یعنی ایک ایک کر کے تم آئے، یہ ایک ایک کر کے آنا موت کا سنا

ہے نہ کہ قیامت کا، کیونکہ قیامت میں ایک کر کے (یا ایک کے بعد ایک) نہیں آئیں گے، بلکہ فوج در فوج

آئیں گے جیسا کہ قرآن میں احوال قیامت کے سلسلہ میں بار بار مصرح ہے۔

مصنف ان آیتوں کو قیامت کے دن کا واقعہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس میں قیامت کا ذکر

نہیں اور معارف کے مواقع استدلال کا وہ یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ چونکہ موت اور قیامت میں مسافت زمانی نہیں (کما زعم) اس لیے ایوم سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ہمارا جواب یہ تھا کہ ایوم ظرف ہے اس سے فُہی دن مراد ہوگا جس کے فعل کے سلسلہ میں وہ واقع ہے، اس لیے اُس سے وہ زمانہ مراد ہے جو موت کے وقت سے شروع ہو گیا۔ ان دو بیانیوں میں سے ایک کے صحیح ہونے کا خود ناظرین آیت بالا کے ترجمہ کو خالی الذہن ہو کر پڑھ کر کر سکتے ہیں۔

فردی (ایک ایک کر کے) کے لفظ سے جو ہمارا استدلال تھا کہ ایک ایک کر کے آنا موت کے بعد کا نقشہ ہے نہ کہ قیامت کا اس کے رد میں مصنف مدعی نے قرآن پاک کی دو آیتیں نقل کی ہیں:-
پہلی آیت (حسب نقل مدعی)۔

وَحَشَرْنَا هُمْ فَلَمْ نَعْدِ لَهُمْ أَحَدًا اور ہم ان کو حشر میں اٹھائیں گے اور ان میں سے
وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور وہ صف بستہ تیرے
فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ رجب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا
کہ تم ہمارے پاس اکیلے آئے جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔

اس آیت سے حشر کے دن ایک ایک کر کے آنا تو ثابت ہو گیا۔ لیکن صرف اہل علم ہی یہی دُجی کے لیے یہ کہتا ہوں کہ اس آیت کا حوالہ سورہ کہف کی اڑتالیسویں آیت کا دیا گیا ہے ہر خواندہ مسلمان سورہ کہف کی آیت ۴۸ (رکوع ۶) خود اپنی آنکھ سے دیکھے کہ اس میں فردی کا لفظ سرے سے ہے ہی نہیں بلکہ آیت مذکورہ یوں ہے:-

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ ہر ایک تم ہمارے پاس آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا
اگر اس آیت میں جو قیامت کے سلسلہ میں ہے خدا کے پاس تنہا اور بے یار و مددگار آنا مذکور ہے تو اس سے یہ استدلال صحیح نہ ہوگا کہ
جہاں کہیں خدا کے پاس جانا اور ان دولت اور اجر عیال سے چھٹ جانا۔ قرآن میں کوئی ایسی قیامت ہی اصول قصود ہے کہ جو کہ موت کے

خدا کے ہاں جانا اور مال و دولت اور اہل و عیال سے چھٹ جانا مذکور ہے۔

كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ وَ

مگر نہ نہیں جب جان چلق تکت پہنچے اور کہا جائے کلاب

سَكَنَ اِنَّهُ الْفِرَاقُ - وَالتَّقَاتِ السَّاقُ

کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا اور جانے کہ اب ہے

بِالسَّاقِ اِلَى رَبِّكَ يَوْمَ مَعِيذِنِ الْمَسَاقِ (قیامہ) سب سے چھڑنا اور پنڈلی پنڈلی میں لپٹ جائے اس دن

تیرے پروردگار کی طرف چلنا۔

یہ کہنا بھی اول مرتبہ ”پہلی دفعہ کی پیدائش“ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری دفعہ کی پیدائش

یعنی قیامت کے موقع کی آیت ہے، صحیح نہیں کیونکہ دوسری پیدائش کے وقت کی حالت تو انسان نے

دیکھی نہیں اس لیے اس کی پہلی ہی پیدائش کی تنہائی بیکسی کا حوالہ دیا جانا قرین بلاغت ہے جس کا مشاہدہ

ہر انسان کو ہر وقت ہوتا رہتا ہے خواہ یہ حوالہ موت کے وقت دیا جائے، یا قیامت میں دونوں کی ایک

سی صورت ہے۔

آخر میں معارف کے مدیر حقیر کے ایک استدلال کا رد ان لفظوں میں کیا گیا ہے :-

”مدیر معارف کے استدلال کی بنیاد ”فرداً“ کے لفظ پر ہے، ان کا خیال یہ ہے کہ

ایک ایک کر کے لوگ برزخ میں جاتے ہیں اور قیامت کے دن ایک ایک کر کے

نہیں جائیں گے بلکہ جھنڈ کے جھنڈ جائیں گے اس لیے اس لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ یہ

برزخ کا مذا ہے۔ غالباً انہوں نے قیامت کے دن کے متعلق یہی دیکھا ہے کہ فَنَّا نُوْ

افواجاً یعنی تم جھنڈ کے جھنڈ آؤ گے، اور اس پر نظر نہیں پڑی کہ

كَلَّمَ اِنَّهٗ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرْدًا (۹۷/۱۹) ان میں ہر ایک قیامت کے دن اکیلا آئے گا،

گزارش ہے کہ مدیر معارف نے قرآن میں قیامت کے دن کے متعلق یہ بھی دیکھا ہے اور اس پر بھی

اس کی نظر پڑی ہے اور دوسری آیتیں بھی پڑھی ہیں اور ساتھ ہی ادب و لغت کا بھی مطالعہ کیا ہے۔

مدیر معارف نے برزخ کے ثبوت میں آیت (پچھلے) کے جس لفظ سے استدلال کیا ہے وہ فرادی ہے فروداً نہیں۔ قیامت کے سلسلہ میں قرآن میں کہیں فرادی نہیں آیا ہے جس ایک آیت میں قیامت کے تعلق سے انہوں نے فرادی نقل کیا ہے۔ وہ دانستہ یا نادانستہ تحریف ہے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ البتہ جیسا کہ اس آیت میں ہے قیامت کے سلسلہ میں فروداً کا لفظ آیا ہے، اور جناب صنف کو یہ دھوکہ ہوا ہے کہ فرودی جو فروداً کی جمع ہے اس لیے یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں، اس لیے قیامت کے سلسلہ میں کہیں فروداً ہونا، گو یا فرادی ہونا ہے۔

قیمم مفسرین کے بیانات خواہ وہ ہمارے مخالف ہوں یا ان کے مخالف طرفین میں سے کسی کے لیے دلیل نہیں، اس لیے ادب و لغت بلکہ خود قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

فرادی قطعاً جمع ہے مگر کس لفظ کی جمع ہے؟ بعضوں نے کہا کہ فروداً کی جمع ہے، کوئی کہتا ہے فرید کی جمع ہے۔ کسی کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ کے مطابق فرودان کی جمع۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ فروداً سے فرادی پر الٹا قطعی الثبوت نہیں بہر حال اکثروں کے نزدیک فرود کی جمع افراد، فرادی دونوں ہے، تاہم ان دونوں کے معنی اور استعمال کے مواقع میں عظیم الشان فرق ہے۔ فرود کی دو جمعیں ہیں افراد اور فرادی افراد باقاعدہ جمع ہے اور فرادی جمع معدول ہے اور خلاف قیاس ہے جب عربی میں یہ بولا جائیگا کہ فلاں فروداً رہ گیا، یا فروداً ہو کر آئے گا، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ تنہا بے سوس و نمگسار اور بے یار و مددگار ہے یا ہو گیا، اس کے ثبوت میں ایک جاہلی عرب کا شعر اور قرآن پاک کی آیت پیش ہے۔ خالص عرب منظم شاعر عمرو بن معدی کرب کہتا ہے (حماہ باب الحماہ)۔

کس من آخ لی صلیح	بواشہ بیدی لحداً
کتنے میرے اچھے بھائی تھے	جن کو میں نے اپنے ہاتھوں کے قبر میں پڑھا
ذہب الذین أحبہم	و بقیۃ مثل السیف فروداً
جو میرے پیارے تھے وہ چلے گئے	اور میں تلوار کی طرح تن تنہا رہ گیا

یعنی کوئی میرا پیارا نہ رہا،

قرآن میں حضرت زکریا کی دعائیں ہیں:-

وَمَرْكَوِيَا اِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي
اور زکریا کو یاد کرو جب اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا
فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ فَاَسْتَجِبْنَا
اے میرے پروردگار مجھے یوں تنہا مت چھوڑ اور تو
لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى (انبیاء-۶)
وارثوں میں بہتر ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور
اس کو یحییٰ بخشا۔

اس آیت میں بھی فردا چھوڑے جانے سے ہی مقصد ہے کہ کوئی والی وارث اور اولاد نہ ہو خدا
نے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور اولاد بخشی۔

اہل عرب کو ہر جاہل اور غیر متدین قوم کی طرح بیٹوں اور اولاد کی کثرت پر بہت ناز رہتا تھا۔
کہ ان سے کہنے کی جنگی قوت تھی۔ خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا نہ ہوگا۔ نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور
کوئی باپ بیٹے کا رشتہ نہ ہوگا خدا کے حضور میں ہر شخص تنہا اور اپنا آپ ذمہ دار ہوگا جس طرح حضرت زکریا نے
خاندانِ جماعت اور قوم کی جمعیت کے باوجود آل اولاد نہ ہونے کے سبب سے اپنے کو تنہا فرمایا کہ
ان میں سے کسی کا ان سے محبت کا تعلق نہ تھا۔ اسی طرح قیامت میں سب انسان فوج در فوج اور انہو
انہو ہونے کے باوجود بیگانہ افراد ہوں گے اور ان میں سے ایک کا دوسرے سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔
فَاِذَا الْفُجْحُ فِي الصُّوْبِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ
اور جب صور بھونکا جاوے گا۔ تو ان کے درمیان
یَوْمَ مَعِيْدٍ (مومنون-۶)
کوئی نسب و رشتہ نہ ہوگا۔

اب اس تفضیل کے بعد قرآن پاک کا وہ موقع پڑھے جس میں ہر شخص کے قیامت کے دن تنہا
اور فرد ہو کر آنے کا ذکر ہے۔ پہلے کفار کے اس دعوے کا کہ ہم صاحبِ مال اور صاحبِ اولاد ہیں اور
قیامت میں بھی رہیں گے، ذکر ہے پھر خدا کی طرف سے ان کا جواب ہے۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرْنَا بِعِتَابِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ
مَا لَأُؤَدُّ وَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمْ أَخَذَ عِنْدَ
الرَّحْمَنِ عَهْدًا هَلَّا سَتَلْتُبُ مَا يَقُولُ
وَمَدَّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنِزْرًا
مَا يَقُولُ وَيَأْتِنَا فَتْرًا

کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا
اور کہا کہ ہم کو قیامت میں بھی مال اور اولاد ملے گی،
کیا اس کو غیب کا حال معلوم ہو گیا۔ یا اس نے خدا سے
عہد لے لیا ہے، ہرگز نہیں جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اس کو لکھ لینگے
اور اس کے لیے عذاب کا حصہ بڑھاتے جائیں گے اور جس

(وال و اولاد) کا یہ نام لیتا ہے اس کے ہم ہی وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس تن تنہا آئے گا۔

پھر اسی جواب کے آخر میں ہے۔

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (ريم-۶)

اور ان میں ہر ایک قیامت کے دن تن تنہا آئے گا۔
یہ ہے اس آیت کا بیان جس میں قیامت کے سلسلے میں شخص کے تن تنہا ہو کر آنے کا ذکر ہے لیکن
جس آیت سے معارف نے استدلال کیا تھا اس میں فرادگی ہے، جو جمع معدول ہے، اس کے معنی ایک ایک
کر کے ہیں جیسے مشنی وَتَلَدَتْ وَرَبَاعًا، ایک ایک دو دو تین تین چار چار قرآن پاک نے انہیں معنوں میں لفظ
فرادگی کو دوسری جگہ استعمال کیا ہے جس سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے، فرمایا۔

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا
لِلَّهِ مِثْنِي وَفِرَادَى ثَمَرَاتِكُمْ وَمَا يُصَابِحُكُمْ
مِنْ جَنَّةٍ (سبا-۱۲)

اے پیغمبر کہدے کہ میں تم کو نصیحت کی ایک بات کہتا ہوں
کہ تم خدا کے لیے دو دو اور ایک کے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر
سوچو کہ تمہارے رفیق (یعنی پیغمبر) کو کسی طرح کا جزو نہیں،

دیکھ لیجئے یہاں فرادگی کا مقصود مال و دولت آل اولاد اور دوست احباب چھوڑ کر تن

تنہا نہیں بلکہ مقصود صرف ایک ایک ہونا ہے، اسی طرح آیت زیر استدلال میں ہے

لَقَدْ جَعَلْنَاكُمْ فِرَادَى لِمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ
مَرَّةٍ (سپہ-۹۳)

بیشک تم ہمارے پاس ایک ایک کر کے (یا ایک کے بعد
ایک اسی طرح آئے جس طرح پہلی دفعہ تم نے نکو پیدا کیا۔

یعنی ہر ایک تم میں ایک ایک، ایک کے بعد ایک اور اکیلا اکیلا ہو کر اسی طرح ہمارے پاس آیا جس طرح ہمارے پاس سے وہ ایک ایک، ایک کے بعد ایک اکیلا اکیلا ہو کر گیا تھا اب یہ تصویر موت کے وقت کی ہے نہ کہ قیامت کی، کیونکہ قیامت میں لوگ ایک ایک کر کے ایک کے بعد ایک اکیلے اکیلے نہیں جائیں گے بلکہ فوج در فوج جائیں گے۔ البتہ ان میں سے ہر شخص تن تنہا، اور بے یار و مددگار ہوگا، اب ہم کو یہ دکھانا ہے کہ عربی کے اس محاورہ کے کہ جاؤ افراد ہی جس کو قرآن نے استعمال کیا ہے کیا معنی میں ہے۔
 قدیم لغت نویس ابن درید التوفی ۳۳۳ھ کہتا ہے :-

وَجَاءَ الْقَوْمَ فِرَادَىٰ اِذَا جَاءَ وَاِذَا جَاءَ جَاءَ الْقَوْمَ فِرَادَىٰ۔ جب لوگ ایک کے بعد ایک کر کے بعد واحد۔ جہرہ (۲ - ص ۲۵۲) آئے۔

عربی کے مستند ترین لغت صحاح جوہری میں ہے۔

وَيُقَالُ جَاءَ فِرَادَىٰ وَاِذَا جَاءَ اور کہا جاتا ہے جَاءَ فِرَادَىٰ اور فِرَادَىٰ جَاءَ جَاءَ وَاِذَا جَاءَ۔ ایک کر کے آئے۔

عربی کے قدیم وسیع ترین لغت لسان العرب لابن منظور افریقی میں ہے۔

وَجَاءَ فِرَادَىٰ وَاِذَا جَاءَ اور جَاءَ فِرَادَىٰ اور فِرَادَىٰ کے یہ معنی ہیں کہ ایک کے بعد واحد۔ بعد ایک۔

اردو کے بہترین مترجم نے جو خیاب مصنف کے نزدیک بھی بہتر ہے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

”اور تم ہمارے پاس آنا ایک ایک جیسے ہم نے بلکے تھے پہلی بار“ (الانعام۔ ۱)

اب خود کے قابل بات ہے کہ ایک ایک کر کے اور ایک کے بعد ایک آنا موت کے بعد عالم برزخ میں

ہے یا قیامت میں؟ ظاہر ہے کہ یہ نقشہ موت کے وقت کا اور عالم برزخ کا ہے، نہ کہ قیامت کا، ساتھ

اس آیت کے شروع میں صاف و صریح طور پر ”موت“ کے وقت کی تصریح ہے اور قیامت کا اشارہ تک نہیں،

ایک دفعہ ناظرین اس زیر بحث آیت پاک کو پھر پڑھ لیں۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي عَمْرَاتِ الْمَوْتِ
وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا
أَنفُسَهُمُ الْيَوْمَ تُجْرَوْنَ عَذَابِ الْهُونِ
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ
وَكُنتُمْ عَنِ الْآيَاتِ تَسْكِبُونَ وَلَقَدْ
جَعَلْنَا فِرْعَوْنَ إِذْ سَأَلْنَا كَمَا قَوْلَ
مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ
وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ

اور اگر تو دیکھے جب گنہگار موت کی سختیوں میں ہوتے
ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پہلائے ہوتے ہیں کہ نکالنا چاہتی
جائیں، آج تم ذلت کا عذاب دینے جاؤ گے، کیونکہ انہوں نے
وہ بات کہتے تھے جو سچ نہ تھی، اور تم اس کی آیتوں سے
غور کرتے تھے، اور بیشک تم ہمارے پاس ایک کر کے
آگے جیسا ہم نے تکو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا، اور ہم نے تکو جو
دولت دے رکھی تھی، اس کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے اور ہم
تہارے سفارشوں کو ساتھ نہیں دیکھتے۔

یہ پورا بیان بغیر تاویل و کج معنی کے سراسر موت کے وقت اور برزخ سے تعلق رکھتا ہے جس کے
لیے ان آیات کا حرف حرف گواہ ہے،

اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرْعَوْنَ فِرْعَوْنَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ سے جو خدا کا قول ہے قیامت کے
واقعہ کا بیان ہے اور فرادی کے معنی منفردین کے ہیں تاہم اوپر کی آیت و لَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي عَمْرَاتِ الْمَوْتِ سے برزخ
کے عذاب کا جو قطعی ثبوت ملتا ہے اس کا انکار اَلْيَوْمَ کی نامربوط تاویل سے نہیں ہو سکتا، یہ فرشتوں کا
قول ہے گنہگار برزخ میں انسان کا نہیں جن کو زمانہ کا پورا پورا احساس نہ ہوگا۔ (والسلام)

سیلیمان ندوی

۵ رذی الحجہ ۱۳۵۳ھ